بحث انبیاء واولیاء اللہ سے مدد مانگنا

انبیائے کرام اور اولیاء اللہ سے مدد مانگنا جائز ہے جبکہ اس کا عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو رب تعالیٰ ہی کی ہے یہ حضرات اس کے مظہر ہیں اور مسلمان کا یہ ہی عقیدہ ہوتا ہے۔کوئی جاہل بھی کسی ولی کو خدا نہیں سمجھتا۔اس بحث میں دو باب ہیں۔

پہلا باب

غیر اللہ سے مدد مانگنے کے ثبوت میں

غیر اللہ سے مدد مانگنے کا ثبوت قرآنی آیات،احادیث صحیحہ اور اقوال فقہاء ومحدثین اور خود مخالفین کے اقوال سے ہے۔ہم ہر ایک کو علیحدہ علیحدہ بیان کرتے ہیں قرآن کریم فرماتا ہے:

وادعو اشھدآ ء کم من دون اللہ ان کنتم صٰدقین o (بقرہ:۲۳)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا اپنے سارے حمایتیوں کو بلالو۔

اس میں کفار کو دعوت دی گئی ہے کہ قرآن کی مثل ایک سورت بنا کر لے آؤ اور اپنی امداد کے لئے اپنے حمایتیوں کو بلالو۔غیر اللہ سے مدد لینے کی اجازت دی گئی۔

قال من انصاری الی اللہ قال الحواریون نحن انصار اللہ o (آل عمران:۵۲)

ترجمہ: کہا مسیح نے کون ہے جو مدد کرے میری طرف اللہ کی کہا حواریوں نے ہم مدد کریں گے اللہ کے دین کی۔

اس میں فرمایا گیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے حواریوں سے خطاب کرکے فرمایا کہ میرا مددگار کون ہے حضرت مسیح نے غیر اللہ سے مدد طلب کی۔

وتعاونوا علی البر والتقوٰی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان o (مائدہ:۲)

ترجمہ: مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر نیک کاموں کے اور تقوٰی کے اور نہ مدد کرو ایک دوسرے کی اوپر گناہ اور زیادتی کے۔

اس آیت میں ایک دوسرے کی مدد کرنے کا حکم دیا گیا۔

ان تنصرو اللہ ینصرکم o (محمد:۷)

ترجمہ: اگر مدد کروگے تم اللہ کے دین کی تو مدد کرے گا وہ تمہاری۔

اس میں خود رب تعالیٰ نے جو کہ غنی ہے اپنے بندوں سے مدد طلب فرمائی۔رب تعالیٰ نے میثاق کے دن ارواح انبیاء سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں عہد لیا:

لتؤمنن بہٖ ولتنصرنّہٗ o (آل عمران:۸۱)

ترجمہ: کہ تم ان پر ضرور ایمان لانا اور ان کی ضرور مدد کرنا۔

معلوم ہوا کہ اللہ کے بندوں کی مدد کا میثاق کے دن سے حکم ہے۔

واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ o (بقرہ:۴۵)

ترجمہ: اور مدد طلب کرو ساتھ صبر اور نماز کے۔

اس میں مسلمانوں کو حکم دیا گیا کہ نماز اور صبر سے مدد حاصل کرو اور نماز و صبر بھی تو غیر اللہ ہیں۔

فاعینونی بقوۃٍ o (کہف:۹۵)

ترجمہ: مدد کرو میری ساتھ قوت کے۔

اس سے معلوم ہوا کہ حضرت ذوالقرنین نے دیوار آہنی بناتے وقت لوگوں سے مدد طلب فرمائی۔

رب تعالیٰ فرماتا ہے:

ایدك بنصرہٖ وبالمومنین o (انفال:۶۲)

ترجمہ: اے نبی! رب نے آپ کو اپنی مدد اور مسلمانوں کے ذریعہ قوت بخشی۔

فرماتا ہے:

یٰآیھا النبی حسبك اللہ ومن اتبعك من المومنین o (انفال:۶۴)

ترجمہ: اے نبی! آپ کو اللہ اور آپ کے مطیع مسلمان کافی ہیں۔

فرماتا ہے:

فان اللہ ھو مولٰہ وجبریل وصالح المومنین والملٰٓکۃ بعد ذٰلك ظھیر o (تحریم:۴)

ترجمہ: یعنی رسول کے مددگار اللہ اور جبریل اور متقی مسلمان ہیں بعد میں فرشتے ان کے مددگار ہیں۔

فرماتا ہے:

انما ولیکم اللہ ورسولہٗ والذین ا منو الذین یقیمون الصلوٰۃ ویوتون الزکوٰۃ وھم رٰکعون o (مائدہ:۵۵)

ترجمہ: یعنی اے مسلمانوں! تمہارا مددگار اللہ اور رسول اور وہ مسلمان ہیں جو زکوۃ دیتے ہیں نماز پڑھتے ہیں۔

فرماتا ہے:

والمؤمنون والمؤ منٰت بعضھم اولیآء بعض o (توبہ:۷۱)

ترجمہ: اور مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں۔

دوسری جگہ فرماتا ہے:

نحن اولیٰٓؤکم فی الحیٰوۃ الدنیا وفی الأخرۃ o (حم السجدہ:۳۱)

ترجمہ: ہم تمہارے مددگار ہیں دنیا کی زندگی میں اور آخرت میں۔

”معلوم ہوا کہ رب تعالیٰ بھی مددگار ہے اور مسلمان بھی آپس میں ایک دوسرے کے مگر رب تعالیٰ بالذات مددگار اور یہ بالعرض۔“

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جب تبلیغ کے لئے فرعون کے پاس جانے کا حکم ہوا تو عرض کیا:

واجعل لی وزیرا من اھلی ہٰرون اخیo اشددبہٖ ازریo (طٰہٰ:۳۱)

ترجمہ: خدایا میرے بھائی کو نبی بنا کر میرا وزیر کردے میری پشت کو ان کی مدد سے مضبوط کردے۔

رب تعالیٰ نے یہ نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا کا سہارا کیوں لیا، میں کیا کافی نہیں ہوں، بلکہ ان کی درخواست منظور فرمالی۔ معلوم ہوا کہ بندوں کا سہارا لینا سنت انبیاء ہے۔

مشکوٰۃ باب السجود و فضلہ میں ربیعہ ابن کعب اسلمی سے بروایت مسلم ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھ سے فرمایا:

سل فقلت اسئلك مر افقتك فی الجنۃ قال او غیر ذٰلك فقلت ھو ذاك قال فاعینی علیٰ نفسك بکثرۃ السجودo

ترجمہ: کچھ مانگ لو میں نے کہا کہ میں آپ سے جنت میں آپ کی ہمراہی مانگتا ہوں۔ فرمایا کچھ اور مانگ لے میں نے کہا صرف یہ ہی، فرمایا کہ اپنے نفس پر زیادہ نوافل سے میری مدد کرو۔

اس سے ثابت ہوا کہ حضرت ربیعہ نے حضور سے جنت مانگی تو یہ نہ فرمایا کہ تم نے خدا کے سوا مجھ سے جنت مانگی تم مشرک ہوگئے۔ بلکہ فرمایا وہ تو منظور ہے کچھ اور بھی مانگو۔ یہ غیر خدا سے مانگنا ہے۔ پھر لطف یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی فرماتے ہیں اعنی اے ربیعہ! تم بھی اس کام میں میری اتنی مدد کرو کہ زیادہ نوافل پڑھا کر یہ بھی غیر اللہ سے طلب مدد ہے۔ اسی حدیث پاک کے ماتحت اشعۃ اللمعات میں ہے:

وازطلاق سوال کہ فرمودسل و تخصیص نہ کرد بمطلوبے خاص معلوم مے شود کہ کارھمہ بدست ھمت و کرامت اوست ھرچہ خواھد ھر کر اخواھد باذن پروردگار خواد بدھد۔

ترجمہ: ''سوال کو مطلق فرمانے سے کہ فرمایا کچھ مانگ لو، کسی خاص چیز سے مقید نہ فرمایا۔ معلوم ہوتا ہے کہ سارا معاملہ حضور ہی کے ہاتھ کریمانہ میں ہے جو چاہیں جس کو چاہیں اپنے رب کے حکم سے دیدیں۔''

فان من جودك الدنیا و ضرتھا ومن علومك علم اللوح و القلم

ترجمہ: ''کیونکہ دنیا و آخرت آپ ہی کی سخاوت سے ہے اور لوح و قلم کا علم آپ کے علوم کا ایک حصہ ہے۔''

اگر خیریت دنیا و عقبیٰ آرزو داری بدرگاہ ھش بیاد ھرچہ می خواھی تمنا کن!

ترجمہ: ''اگر دنیا و آخرت کی خیر چاہتے ہو تو ان کے آستانے پر آؤ اور جو چاہو مانگ لو۔''

خانہ کعبہ میں (۳۶۰) بت رہے اور تین سو سال تک رہے پھر حضور ﷺ کے ذریعہ کعبہ پاک ہوا رب تعالیٰ نے بتادیا کہ جب میرا گھر کعبہ بغیر میرے محبوب کے مداوا کے پاک نہیں ہوسکتا۔ تو تمہارا دل ان کی نظر کرم کے بغیر پاک نہیں ہوسکتا۔

نورالانوار کے خطبہ میں خلق کی بحث میں ہے:

ھو الجود بالکونین والتوجہ الیٰ خالقھاo

ترجمہ: یعنی دونوں جہان اوروں کو بخش دینا اور خود خالق کی طرف متوجہ ہوجانا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا خلق ہے۔

اور ظاہر ہے کہ دونوں دوسروں کو وہ ہی بخشے گا جو خود ان کا مالک ہوگا۔ملکیت ثابت ہوئی۔

شیخ محمد عبدالحق کی ان عبارات نے فیصلہ کر دیا کہ دنیا وآخرت کی تمام نعمتیں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مانگو، مال مانگو، جنت مانگو، جہنم سے پناہ مانگو، بلکہ اللہ کو مانگو۔ایک صوفی شاعر خوب فرماتے ہیں:

محمد از تو مے خواھم خدا را　　خدا یا از تو عشق مصطفی را

ترجمہ: ''یارسول اللہ میں آپ سے اللہ کو مانگتا ہوں اور اے اللہ میں تجھ سے رسول اللہ کو مانگتا ہوں۔''

حضرت قبلہ عالم محدث علی پوری دام ظلہم نے فرمایا کہ رب تعالیٰ فرماتا ہے:

ولو انھم اذظلموٓا انفسھم جآ ء وك فاستغفر و االله او استغفر لھم الرسول لو جدو الله تو ابا رحیماo (النساء:٦٤)

ترجمہ: کہ اگر یہ لوگ اپنی جانوں پر ظلم کر کے آپ کی بارگاہ میں آجاتے پھر خدا سے اپنی مدد مغفرت مانگتے اور یہ رسول بھی ان کے لئے دعائے مغفرت کرتے تو یہ لوگ آپ کے پاس اللہ کو پا لیتے۔مگر کس شان میں تو ابا رحیما توبہ قبول فرمانے والا مہربان یعنی آپ کے پاس آنے سے ان کو خدامل جاتا ہے۔

اللہ　کو　بھی　پایا　مولیٰ　تیری　گلی　میں

اشعۃ اللمعات کی طرح مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں اسی حدیث کے ماتحت فرمایا ہے کہ: فیعطی لمن شآ ء ما شآ ء حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام جس کو چاہیں جو چاہیں دے دیں۔'' تفسیر کبیر جلد سوم پارہ ۷ سورہ انعام زیر آیت ولو اشر کو الحبط عنھم ما کانو ایعملونo (انعام:۸۸) ہے۔

وثالثھا الانبیآء وھم الذین اعطاھم الله تعالیٰ من العلوم و المعارف مالا جلهٖ یقدرون علی التصرف فی بواطن الخلق و اروا حھم و ایضا اعطاھم من القدرة والمکنة مالا جلهٖ یقدرون علی التصرف فی ظواھر الخلقo

ترجمہ: تیسرے ان میں انبیاء ہیں یہ وہ حضرات ہیں جن کو رب نے علوم اور معارف اس قدر دیے ہیں جن سے وہ مخلوق کی اندرونی حالت اور ان کی ارواح پر تصرف کر سکتے ہیں اور ان کی اس قدر قدرت وقوت دی ہے جس سے مخلوق کے ظاہر پر تصرف کر سکتے ہیں۔

اس تفسیر کبیر پارہ الم واذقال ربك للملٓئكة (بقرہ:۳۰) کی تفسیر میں ہے کہ عبداللہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت ہے کہ جو کوئی جنگل میں پھنس جائے تو کہے:

اعینوا یاعباداللہ یر حمکم اللہo

ترجمہ: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو رب تم پر رحم فرمائے۔

تفسیر روح البیان پارہ ٦ زیر آیت ویسعون فی الارض فسادا (مائدہ:٦٤) ہے کہ شیخ صلاح الدین فرماتے ہیں مجھ کو رب نے قدرت دی ہے کہ میں آسمان کو زمین پر گرادوں اگر میں چاہوں تو تمام دنیا والوں کو ہلاک کر دوں اللہ کی قدرت سے، لیکن ہم اصلاح کی دعا کرتے ہیں۔مثنوی شریف میں ہے:

اولیـــا را هســـت قـــدرت از الـــه

تیـــر جستـــه بـــاز گـــردانـد ز راه!

ترجمہ: ’’اولیاءکواللہ سے قدرت ملتی ہے۔کہ چھوٹاہواتیرواپس کرلیں‘‘۔

اشعۃ اللمعات شروع باب زیارت القبور میں ہے:

امام غزالی گفته هر که استمد اد کر ده شود بوے درحیات استمد اد کرده مے شود بوے بعد از وفات ویکے از مشائخ گفته است دیدم چهار کس راز مشائخ که تصرف می کنندد رقبور خو دمانند تصرفها ، ایشاں درحیات خود یا بیشتر ۔ قومے مے گویند که امداد حی قوی تراست ومن مے گویم که امداد میت قوی تر واولیاء راتصرف دراکوان حاصل است وآں نیست مگر ارواح ایشاں رواارواح باقی است۔

ترجمہ: امام غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاتی ہے اس سے ان کی وفات کے بعد بھی مدد مانگی جاوے۔ایک بزرگ نے فرمایا کہ چار شخصوں کو ہم نے دیکھا کہ وہ قبروں میں بھی وہی عمل درآمد کرتے ہیں جو زندگی میں کرتے تھے یازیادہ ایک جماعت کہتی ہے کہ زندہ کی مدد زیادہ قوی ہے اور میں کہتا ہوں کہ مردہ کی امداد زیادہ قوی۔اولیاء کی حکومت جہانوں میں ہے اور یہ نہیں ہے مگر انکی روحوں کو کیونکہ ارواح باقی ہیں‘‘۔

حاشیہ مشکوٰۃ باب زیارۃ القبور میں ہے:

واماالاستمداد باهل القبور فی غیر النبی علیه السلام اوالانبیاء فقد انکره کثیر من الفقهآءِ واثبتهٗ المشائخ الصوفیة وبعض الفقهآ ءِ قال الا مام الشافعی قبر موسی الکاظم تریاق مجرب لا جابة الدعاءِ و قال الامام الغزالی من یستمد فی حیاتهٖ یستمد بعد مماتهٖ o

ترجمہ: نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام ودیگر انبیائے کرام کے علاوہ اوراہل قبور سے دعامانگنے کا بہت سے فقہاء نے انکار کے اور مشائخ صوفیہ اور بعض فقہاء نے اس کو ثابت کیا ہے۔امام شافعی فرماتے ہیں کہ موسیٰ کاظم کی قبر قبولیت دعا کے لئے آزمودہ تریاق ہے اور امام محمد غزالی نے فرمایا کہ جس سے زندگی میں مدد مانگی جاسکتی ہے اس سے بعدوفات بھی مدد مانگی جاسکتی ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ یا دیگر انبیائے کرام سے مدد مانگنے میں تو کسی کا اختلاف نہیں، قبور اولیاء اللہ سے مدد مانگنے میں اختلاف ہے، علمائے ظاہر بین نے انکار کیا۔صوفیہ کرام اور فقہاء اہل کشف نے جائز فرمایا۔

حصن حصین صفحہ ۲۰۲ میں ہے:

وان اراد عونا فلیقل یا عباد الله اعینونی یا عباد الله اعینونی یا عبا د لله اعینونی o

ترجمہ: جب مدد لینا چاہے تو کہے: اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو، اے اللہ کے بندو! میرے مدد کرو!

اے اللہ کے بندو! میری مدد کرو۔

اس کی شرح الحرز الثمین میں ملا علی قاری اسی جگہ فرماتے ہیں:

اذا انفلتت دابة احد كم بارض فلاة فليناد يا عبا د الله احبسوا ٥

ترجمہ : یعنی جب جنگل میں کسی کا جانور بھاگ جائے تو آواز دو کہ اے اللہ کے بندوا سے روک دو۔

عبا دالله کے ماتحت فرماتے ہیں:

المراد بهم الملئكة اوالمسلمون من الجن اورجال الغيب المسمون با بدال٥

ترجمہ : یعنی بندوں سے یا تو فرشتے یا مسلمان جن یا رجال الغیب یعنی ابدال مراد ہیں۔

پھر فرماتے ہیں:

هٰذا حديث حسن يحتال اليه المسافرون وانهٗ مجرب ٥

ترجمہ : یہ حدیث حسن ہے مسافروں کو اس حدیث کی سخت ضرورت ہے اور یہ عمل مجرب ہے۔

شاہ عبدالعزیز صاحب تفسیر فتح العزیز صفحہ ۲۰ پر فرماتے ہیں:

باید فهمید که استعانت از غیر بوجهے کے اعتماد باشدواو راعوان الٰهی ندا ند حرام است واگر التفات محض بجانب حق است واور ایکے از مظاهرعون الٰهی دانسته و بکار خانه اسبابی و حکمت اوتعالیٰ درآں نموده بغیر استعانت ظاهر نماید دورازعرفان نخواهد بودودر شرع نیز جائز ورواست درانبیاء واولیاء ایں نوع استعانت تعبیر کرده اندرحقیقت ایں نوع استعانت بغیر نیست بلکه استعانت بحضرت حق است لا غیر۔

ترجمہ: سمجھنا چاہیے کہ کسی غیر سے مدد مانگنا بھروسہ کے طریقہ پر کہ اس کو مددالٰہی نہ سمجھے، حرام ہے اور اگر توجہ حق تعالٰی کی طرف ہے اس کو اللہ کی مدد کا ایک مظہر جان کر اور اللہ کی حکمت اور کارخانہ اسباب جان کر اس سے ظاہری مدد مانگی تو عرفان سے دور نہیں ہے اور شریعت میں جائز ہے اور اس کو انبیاء واولیاء کی مدد کہتے ہیں لیکن حقیقت میں یہ حق تعالٰی کے غیر سے مدد مانگنا نہیں ہے۔ لیکن اس کی مدد سے ہے۔

تفسیر عزیزی سورہ بقرہ صفحہ ۴۶۰ میں شاہ عبدالعزیز صاحب فرماتے ہیں:

افعال عادی الٰهی رامثل بخشیدن فرزند و توسیع رزق وشفاء مریض وامثال ذالك رامشرکان نسبت به ارواح خبیثه واصنام نماینده وکافر می شوند۔ از تاثیر الٰهی یا خواص مخلوقات اومی دانند ازادویه و مغافیر یا دعائے صلحاء بندگان اوکه همه از جناب اودرخواسته انجاح مطلب می کناندمی فهمند ودرایمان ایشاں خلل نمی افتد،

ترجمہ: اللہ کے کام جیسے لڑکا دینا، رزق بڑھانا، بیمار کو اچھا کرنا اور اس کی مثل کو مشرکین خبیث روحوں اور بتوں کی طرف نسبت کرتے ہیں اور کافر ہو جاتے ہیں اور مسلمان امور کو حکیم الٰہی یا اس کی مخلوق کی

خاصیت سے جانتے ہیں جیسے کہ دوائیں یا مغافیر یا اس کے نیک بندوں کی دعائیں کہ وہ بندے رب کی بارگاہ سے مانگ کر لوگوں کی حاجت روائی کرتے ہیں اور ان مومنین کے ایمان میں اس سے خلل نہیں آتا۔

بستان المحدثین میں شاہ عبدالعزیز صاحب شیخ ابوالعباس احمد زروقی کے یہ اشعار نقل کرتے ہیں:

انا لمریدی جامع لشتاتہٖ اذا ماسطا جور الزمان بنکبۃٍ!

وان کنت فی ضیق وکرب ووحشۃ فناد بیا زروق اٰت بسرعۃٍ!

ترجمہ : میں اپنے مرید کی پراگندگیوں کا جمع کرنے والا ہوں جبکہ زمانہ کی مصیبتیں اس کو تکلیف دیں۔ اگر تو تنگی یا مصیبت یا وحشت میں ہو تو پکار کہ اے زروق! میں فوراً آؤں گا۔"

تفسیر کبیر وروح البیان وخازن میں زیر آیت فلبث فی السجن بضع سنین ۵ (یوسف:۴۲) ہے الا ستعانۃ باالناس فی دفع الظلم جائزۃ اور خازن زیر آیت فانسٰہ الشیطٰن (یوسف:۴۲) ہے الا ستعانۃبالمخلوق فی دفع الضرر جائزۃ مصیبت دور کرنے کے لئے مخلوق سے مدد لینا جائز ہے۔

درمختار جلد سوم باب اللقطہ کے آخر میں گمی ہوئی چیز تلاش کرنے کے لئے ایک عمل لکھا:

ان الانسان اذا ضاع لہٗ شیء و اراد ان یردہ اللہ علیہ فلیقف علیٰ مکان عال مستقبل القبلۃ ویقرا الفاتحۃ ویھدی ثوابھا للنبی علیہ السلام ثم یھدی ثواب ذالك لسیدی احمد ابن علوان یقول یا سیدی احمد یا ابن علوان ان لم ترد علی ضالتی والا نزعتك من دیوان الاولیآء فان اللہ یرد ضالتہ ببرکتہٖ۵

ترجمہ : جس کسی کی کوئی چیز گم ہو جاوے اور وہ چاہے کہ خدا وہ چیز واپس ملادے تو کسی اونچی جگہ پر قبلہ کو منہ کر کے کھڑا ہو اور سورہ فاتحہ پڑھ کر اس کا ثواب نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدیہ کرے پھر سیدی احمد ابن علوان کو، پھر یہ دعا پڑھے اے میرے آقا اے احمد ابن علوان اگر آپ نے میری چیز نہ دی تو میں آپ کو دفتر اولیاء سے نکال لونگا۔ پس خدا تعالیٰ اس کی گمی ہوئی چیز ان کی برکت سے ملادے گا۔

اس دعا میں سید احمد ابن علوان کو پکارا بھی ان سے مدد بھی مانگی ان سے گمی ہوئی چیز بھی طلب کی اور یہ دعا کس نے بتائی حنفیوں کے فقہ اعظم صاحب درمختار نے۔ حضرت امام ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصیدہ نعمان میں فرماتے ہیں:

یا اکرام الثقلین ویا کنز الورٰی جدلی بجودك وارضنی برضاك

انا طامع بالجود منك لم یکن لا بی حنفیۃ فی الانام سواك!

ترجمہ : "اے موجودات سے اکرام اور نعمت الٰہی کے خزانے جو اللہ نے آپ کو دیا ہے مجھے بھی دیجئے اور اللہ نے آپ کو راضی کیا ہے مجھے بھی آپ راضی فرمایئے۔ میں آپ کی سخاوت کا امیدوار ہوں آپ کے سوا ابو حنیفہ کا خلقت میں کوئی نہیں۔"

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے صریح مدد لی گئی ہے۔ قصیدہ بردہ میں ہے۔

یا اکرام الخلق ما لی من الوذ بہٖ سواك عند حلول الحادث العممٖ

ترجمہ : ''اے تمام مخلوق سے بہتر میرا آپ کے سوا کوئی نہیں، جس کی میں پناہ لوں مصیبت کے وقت۔''

اگر ہم ان علماء فقہاء و مشائخ کا کلام جمع کریں جس میں انہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگی ہے۔ تو اس کے لئے دفتر درکار ہیں صرف اتنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ نیز ہم سفر برائے زیارت قبور میں شامی کی عبارت نقل کریں گے جس میں امام شافعی فرماتے ہیں کہ جب مجھے کوئی حاجت پیش ہوتی ہے تو امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مزار پر آتا ہوں ان کی برکت سے کام ہو جاتا ہے۔

نزہۃ الخاطر الفاتر فی ترجمۃ سیدی الشریف عبدالقادر مصنفہ ملا علی قاری صفحہ ۶۱ میں حضور غوث اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل فرمایا:

من استغاث بی فی کربة کشفت عنه ومن نادانی باسمی فی شدة فرجت عنه ومن توسل بی الی الله فی حاجة قضیتo

ترجمہ : یعنی جو کوئی رنج و غم میں مجھ سے مدد مانگے تو اس کا رنج و غم دور ہوگا اور جو سختی کے وقت میرا نام لے کر مجھے پکارے تو وہ شدت دفع ہوگی اور جو کسی حاجت میں رب کی طرف مجھے وسیلہ بنائے تو اس کی حاجت پوری ہوگی۔

پھر اسی جگہ ہے کہ حضور غوث پاک نماز غوثیہ کی ترکیب بتاتے ہیں کہ دو رکعت نفل پڑھے۔ ہر رکعت میں گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھے۔ سلام پھیر کر گیارہ بار صلوٰۃ وسلام پڑھے پھر بغداد کی طرف (جانب شمال) گیارہ قدم چلے ہر قدم پر میرا نام لے کر اپنی حاجت عرض کرے اور دو شعر پڑھے:

ایدرکنی ضیم وانت ذخیرتی واظلم فی الدنیا وانت نصیری

وعار علیٰ حامی الحمٰی وھو منجدی اذا ضاع فی البیداءِ عقال بعیری

ترجمہ : یہ کہہ کر ملا علی قاری فرماتے ہیں: وقد جرب ذالك مرار فصح ''یعنی بارہا اس نماز غوثیہ کا تجربہ کیا گیا۔ درست نکلا''۔ کہیے حضور غوث پاک مسلمانوں کو تعلیم دیتے ہیں کہ مصیبت کے وقت مجھ سے مدد مانگو اور حنفیوں کے بڑے معتبر عالم ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ اسے بغیر تردید نقل فرما کر فرماتے ہیں کہ اس کا تجربہ کیا گیا بالکل صحیح ہے۔

معلوم ہوا کہ بزرگوں سے بعد وفات مدد مانگنا جائز اور فائدہ مند ہے۔

یہاں تک تو ہم نے قرآنی آیات اور احادیث اور اقوال فقہا و علماء و مشائخ سے ثبوت دیا۔ اب خود منع کرنے والوں کے اقوال سے ثبوت ملاحظہ ہوں۔

مولوی محمود الحسن صاحب دیوبندیوں کے شیخ الہند اپنے ترجمہ قرآن میں جس کے چار پاروں کا حاشیہ انہوں نے لکھا باقی کا مولوی شبیر احمد صاحب نے۔ اس میں ایاك نستعین کے ماتحت فرماتے ہیں ''ہاں اگر کسی مقبول بندے کو واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے۔ کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔'' بس فیصلہ ہی کر دیا۔ یہ ہی ہمارا دعویٰ ہے کوئی مسلمان بھی کسی نبی یا ولی کو خدا نہیں جانتا نہ خدا

کا فرزند، محض وسیلہ مانتا ہے۔

فتاوی رشیدیہ جلد اول کتاب الحظر والاباحۃ صفحہ ۶۴ پر ایک سوال و جواب ہے۔

سوال: اشعار اس مضمون کے پڑھنے ''یا رسول کبریا فریاد ہے، یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے، مدد کر بہر خدا حضرت محمد مصطفیٰ،، میری تم سے ہر گھڑی فریاد ہے۔ کیسے ہیں؟

جواب: ایسے الفاظ پڑھنے محبت میں اور خلوت میں بایں خیال کہ حق تعالیٰ آپ کی ذات کو مطلع فرما دیوے یا محض محبت سے بلا کسی خیال کے جائز ہیں۔ فتاویٰ رشیدیہ جلد سوم صفحہ ۵ پر ہے کہ مولوی رشید احمد صاحب سے کسی نے سوال کیا کہ ان اشعار کو بطور وظیفہ یا وورد پڑھنا کیسا ہے؟

یا رسول اللہ انظر حالنا　　یا رسول اللہ اسمع قالنا

اننی فی بحر ھم مغرق　　خذ یدی سھل لنا اشکالنا

یا قصیدہ بردہ کا یہ شعر وظیفہ کرنا:

یا اکرم الخلق ما لی من الوذبہٖ　　سواک عند حلول الحادث العمم

جواب دیا کہ ایسے کلمات کو نظم ہوں یا نثر ورد کرنا مکروہ تنزیہی ہے کفر و فسق نہیں۔

ان دونوں عبارتوں میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگنے کو کفر و شرک نہیں بلکہ جائز، زیادہ سے زیادہ مکروہ تنزیہی کہا۔ قصائد قاسمی میں مولوی قاسم صاحب فرماتے ہیں۔

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا

نہیں ہے قاسم بیکس کا کوئی حامیء کار

اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مدد مانگی ہے اور عرض کیا ہے آپ کے سوا میرا کوئی بھی حامی نہیں یعنی خدا کو بھی بھول گئے۔

ترجمہ صراط مستقیم اردو خاتمہ تیسرا افادہ صفحہ ۱۰۳ پر مولوی اسمٰعیل صاحب فرماتے ہیں۔ اسی طرح ان مراتب عالیہ اور مناصب رفیعہ صاحبان عالم مثال اور عالم شہادت میں تصرف کرنے کے ماذون مطلق اور مجاز ہوتے ہیں۔''

حاجی امداد اللہ صاحب فرماتے ہیں:

جہاز امت کا حق نے کر دیا ہے آپ کے ہاتھوں

تم اب چاہے ڈباؤ یا تراؤ یا رسول اللہ

''فتاویٰ رشیدیہ جلد اول کتاب البدعات صفحہ ۹۹ میں ہے: اور بعض روایات میں جو آیا ہے **اعینونی یا عباد اللہ** ''یعنی اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔'' تو وہ فی الواقع کسی میت سے استعانت نہیں ہے بلکہ عباد اللہ جو صحرا میں موجود ہیں ان سے طلب اعانت ہے کہ حق تعالیٰ نے ان کو اسی کام کے واسطے وہاں مقرر کیا ہے۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگلوں میں کچھ اللہ کے بندے اللہ کی طرف سے اسی لئے رہتے ہیں کہ لوگوں کی مدد کریں ان سے مدد مانگنا جائز ہے۔ مدعیٰ ہمارا بھی یہ ہے کہ اللہ کے بندوں سے استمداد جائز ہے۔ رہا یہ فیصلہ کہ نبی

کریم ﷺ مدد فرما سکتے ہیں یا کہ نہیں ہم اس کے متعلق بہت کچھ عرض کر چکے اور آئندہ عقلی دلائل میں بھی بیان کریں گے۔

مولوی محمود حسن صاحب ادلہ کاملہ میں صفحہ ۱۲ پر فرماتے ہیں: آپ اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات ہوں یا حیوانات بنی آدم ہو یا غیر بنی آدم القصہ آپ اصل میں مالک ہیں اور یہی وجہ ہے کہ عدل وہ مہر آپ کے ذمہ واجب الادا نہ تھا"۔

صراط مستقیم دوسری ہدایت کا پہلا افادہ صفحہ ۶۰ میں مولوی اسماعیل صاحب فرماتے ہیں: "اور حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے شیخین پر بھی ایک گونہ فضیلت ثابت ہے اور وہ فضیلت آپ کے فرماں برداروں کا زیادہ ہونا اور مقامات ولایت بلکہ قطبیت وغوثیت اور ابدالیت اور انہی جیسے باقی خدمات آپ کے زمانہ سے لے کر دنیا کے ختم ہونے تک آپ ہی کی وساطت سے ہوتا ہے اور بادشاہوں کی بادشاہت اور امیروں کی امارت میں آپ کو وہ دخل ہے جو عالم ملکوت کی سیر کرنے والوں پر مخفی نہیں"

اس عبارت سے صاف معلوم ہوا کہ سلطنت امیری ولایت غوثیت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے لوگوں کو ملتی ہے۔ دیوبندیوں کے پیرومرشد حاجی امداداللہ صاحب اپنی کتاب ضیاء القلوب میں فرماتے ہیں: "اس مرتبہ کو پہنچ کر بندہ خدا کا خلیفہ ہو کر لوگوں کو اس تک پہنچاتا ہے اور ظاہر میں بندہ باطن میں خدا ہو جاتا ہے اس کو برزخ کہتے ہیں اور اس میں وجوب وامکان مساوی ہیں۔ کسی کو کسی پر غلبہ نہیں اس مرتبہ پر پہنچ کر عارف عالم پر متصرف ہو جاتا ہے۔" (ضیاء القلوب مطبوعہ کتب خانہ اشرفیہ راشد کمپنی دیوبند صفحہ ۲۹ کے مراتب کا بیان) غور کرو پیر صاحب نے بندہ کو باطن میں خدا مان لیا، عالم میں متصرف۔

یکشنبہ ۹ جولائی ۱۹۶۱ء کے جنگ روالپنڈی میں خبر شائع ہوئی کہ صدر پاکستان محمد ایوب خاں صاحب امریکہ کے دورے پر کراچی سے روانہ ہوئے تو مولانا احتشام الحق صاحب دیوبندی نے صدر کے بازو پر امام ضامن باندھا اور ۱۰ جولائی ۶۱ء دوشنبہ کے جنگ میں مولانا کا فوٹو شائع ہوا جس میں آپ صدر کے بازو پر امام ضامن باندھ رہے ہیں۔ امام ضامن کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ ہم امام حسین کے نام کا روپیہ مسافر کے بازو پر باندھتے ہیں امام حسین اس کے ضامن ہیں۔ ان سپرد کرتے ہیں جب مسافر بخیریت واپس آوے تب اس روپیہ کی فاتحہ امام حسین کے نام کی جاوے جن کے سپرد مسافر کیا گیا تھا۔ دیکھو اس میں امام حسین کی مدد بھی لی گئی۔ ان کی فاتحہ بھی کی گئی ان کی نذر بھی مانی گئی۔ جناب صدر کو ان کے سپرد بھی کیا۔ سبحان اللہ کیسا ایمان افروز کام کیا ہے خدا کا شکر ہے کہ دیوبندی بھی اس کے قائل ہو گئے۔

امداد الفتاوٰی مصنفہ مولوی اشرفعلی صاحب جلد ۴ کتاب العقائد والکلام صفحہ ۹۹ میں ہیں: "جو استعانت واستمداد باعتقاد علم وقدرت مستقل ہو وہ شرک ہے اور جو باعتقاد علم وقدرت غیر مستقل ہو اور وہ علم قدرت کسی دلیل سے ثابت ہو جائے تو جائز ہے۔ خواہ مستمد منہ حی ہو یا میت"۔ بس فیصلہ ہی فرما دیا کہ مخلوق کو غیر مستقل قدرت مان کر ان سے استمداد جائز ہے۔ اگرچہ میت ہی سے مانگی جائے، یہی ہم کہتے ہیں۔

مولوی اشرفعلی صاحب نے اپنی کتاب نشر الطیب کے آخر میں شیم الحبیب کے عربی اشعار کا ترجمہ کیا جس کا نام شیم الطیب رکھا۔ جس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بے دریغ امداد مانگی۔ اشعار حسب ذیل ہیں۔ شیم الطیب

ترجمہ شیم الحبیب مصنفہ مولوی اشرفعلی صاحب تھانوی صفحہ ۱۴۵۔

یا شفیع العباد خذ بیدی　　انت فی الاضطرار معتمدی

دستگیری کیجئے میری نبی　　کشمکش میں تم ہی ہو میرے ولی

لیس لی ملجا سواک اغث　　مسنی الضر سیدی سندی

جز تمہارے ہے کہاں میری پناہ　　فوج کلفت مجھ پہ آغالب ہوئی!

غشنی الدھر یا ابن عبداللہ　　کن مغیثا فانت لی مددی

ابن عبداللہ زمانہ ہے خلاف　　اے میرے مولیٰ خبر لیجئے میری

نام احمد چوں حصینے شد حصین　　پس چہ باشد ذات آں روح الامین

نشر الطیب فی ذکر مولد الحبیب

اولیاء اللہ سے مدد مانگنے کا عقلی ثبوت

دنیا آخرت کا نمونہ ہے اور یہاں کے کاروبار اس عالم کے کاروبار کا پتا دیتے ہیں اسی لئے قرآن کریم نے حشرو نشر اور رب کی الوہیت کو دنیاوی مثالوں سے ثابت فرمایا ہے۔ مثلاً فرمایا کہ خشک زمین پر بارش پڑتی ہے تو پھر سبزہ زار بن جاتی ہے۔ اسی طرح بے جان جسموں کو دوبار حیات دی جاوے گی نیز فرمایا کہ تم گوارا نہیں کرتے کہ تمہارے غلاموں میں کوئی اور شریک ہو تو ہماری ملکیت میں بتوں وغیرہ کو کیوں شریک مانتے ہو، غرضیکہ دنیا آخرت کا نمونہ ہے اور دنیا میں تو یہ دیکھا گیا ہے کہ یہاں کے بادشاہ ہر کام خود اپنے ہاتھ سے نہیں کرتے۔ بلکہ سلطنت کے کاموں کے لئے محکمے بنا دیتے ہیں اور ہر محکمہ میں مختلف حیثیت کے لوگ رکھتے ہیں۔ کوئی افسر اور کوئی ماتحت۔ پھر ان تمام محکموں کا مختار یا حاکم اعلیٰ وزیر اعظم کو منتخب کرتے ہیں۔ یعنی ہر کام بادشاہ کی مرضی اس کی منشا سے ہوتا ہے۔ لیکن بلا واسطہ اس کے ہاتھ سے نہیں ہوتا۔ اس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ بادشاہ مجبوری کی وجہ سے اپنا عملہ رکھتا ہے۔ کیونکہ بادشاہ خود پانی پی سکتا ہے۔ اپنی اکثر ضروریات زندگی خود انجام دے سکتا ہے لیکن رعب کا تقاضا ہے کہ ہر کام خدام سے لیا جاوے اور رعایا کو ہدایت ہوتی ہے کہ اپنی ضروریات کے وقت ان مقرر کردہ حکام کی طرف رجوع کرو۔

بیماری میں شفاخانہ جا کر ڈاکٹر سے کہو۔ مقدمات میں کچہری جا کر جج سے وکلاء کے ذریعہ سے کہو وغیرہ وغیرہ ان مصائب میں رعایا کا ان حکام کی طرف جانا بادشاہ سے بغاوت نہیں ہے بلکہ یہ عین اس کی منشا کے مطابق ہے کہ اس نے ان کو حکام اسی لئے مقرر کیا ہے۔ ہاں اگر یہ رعایا دوسرے کو اپنا بادشاہ بنا کر اس سے مدد کے طالب ہوں تو اب باغی ہے کیونکہ شاہی انتخاب والوں کو چھوڑا اور غیر کو اپنا حاکم مانا۔ جب یہ بات سمجھ میں آ گئی۔ تو سمجھو کہ یہ ہی طریقہ سلطنت الٰہیہ کا ہے کہ وہ قادر ہے کہ دنیا کا بڑا چھوٹا ہر کام اپنی قدرت سے خود ہی پورا فرما دے مگر ایسا نہیں کرتا بلکہ انتظام عالم کے لئے ملائکہ وغیرہ ہم کو مقرر فرمایا اور ان کے علیحدہ علیحدہ محکمے کر دیے۔ جان نکالنے والوں کا ایک محکمہ جس کے افسر اعلیٰ حضرت عزرائیل ہیں۔ اسی طرح انسان کی حفاظت رزق پہنچانا، بارش برسانا، ماؤں کے پیٹ میں بچے بنانا، ان کی تقدیر لکھنا، مدفون میتوں سے سوالات کرنا، صور پھونک کر مردوں کو زندہ کرنا اور قیامت قائم کرنا۔ پھر قیامت میں جنت

دوزخ کا انتظام کرنا۔غرضیکہ دنیا وآخرت کے سارے کام ملائکہ میں تقسیم فرمادیے۔اسی طرح اپنے مقبول انسانوں کے سپرد بھی عالم کا انتظام کیا اوران کو اختیارات خصوصی عطا فرمائے،کتب تصوف دیکھنے سے پتا چلتا ہے کہ اولیاء اللہ کے کتنے طبقے ہیں اور کس کے ذمہ کون کون سے کام ہیں اس کی وجہ یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان کا محتاج ہے۔نہیں بلکہ آئین سلطنت کا یہ ہی تقاضا ہے۔پھر ان حضرات کو خصوصی اختیارات بھی دیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم یہ کر سکتے ہیں یہ محض ہمارا قیاس نہیں ہے۔بلکہ قرآن وحدیث اس پر شاہد ہیں۔حضرت جبریل نے حضرت مریم سے کہا:۔

قال انما انا رسول ربك لاهب لك علما زكياo (مریم:۱۹)

ترجمہ: اے مریم میں تمہارے رب کا قاصد ہوں۔آیا ہوں تاکہ تم کو پاک فرزند دوں۔

معلوم ہوا کہ حضرت جبریل بیٹا دیتے ہیں۔حضرت مسیح علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

اخلق لكم من الطين كهيئة الطير فانفخ فيه فيكون طيرا باذن اللهo (آل عمران:۴۹)

ترجمہ: میں تمہارے لئے مٹی سے پرندے کی شکل بنا کر اس میں پھونکتا ہوں تو وہ خدا کے حکم سے پرندہ بن جاتا ہے۔

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح باذن الٰہی بے جان کو جان بخشتے ہیں۔

قل يتو فكم ملك الموت الذى و كل بكمo (السجدہ:۱۱)

ترجمہ: فرمادو کہ تم کو ملک الموت وفات دینگے جو تم پر مقرر کئے گئے ہیں۔

معلوم ہوا کہ حضرت عزرائیل جاندار کو بے جان کرتے ہیں اور بھی اس قسم کی بہت سی آیات ملیں گی۔جس میں خدائی کاموں کو بندوں کی طرف نسبت کیا گیا ہے۔رب تعالیٰ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں فرماتا ہے:

ويزكيهم ويعلمهم الكتب والحكمةo (آل عمران:۱۶۴)

ترجمہ: ہمارے محبوب ان کو پاک فرماتے ہیں اوران کو کتاب وحکمت سکھاتے ہیں۔

اغنهم ورسوله من فضلهٖo (توبہ:۷۴)

ترجمہ: ان کو اللہ اور رسول نے اپنے فضل سے غنی کردیا۔

معلوم ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہر گندگی سے پاک بھی فرماتے ہیں اور فقیروں کو بھی غنی کرتے ہیں۔

خذ من اموالهم صدقة تطهرهم وتزكيهم بهاo (توبہ:۱۰۳)

ترجمہ: آپ ان کے مالوں سے صدقے وصول فرمایئے اوراس سے ان کو پاک فرمادیجئے۔

معلوم ہوا کہ وہ ہی عمل خدا کے یہاں قبول ہے جو بارگاہ رسالت میں منظور ہو جائے۔

ولو انهم رضوا ما آتهم الله ورسوله وقالوا حسبنا الله سيوتينا الله من فضلهٖ ورسولهٗo (توبہ:۵۹)

ترجمہ: اور کیا اچھا ہوتا۔اگر وہ اس پر راضی ہوتے جو اللہ اوراس کے رسول نے ان کو دیا اور کہتے ہیں کہ اللہ ہم کو کافی ہے اب ہم کو اللہ اپنے فضل سے اور رسول دیں گے۔

معلوم ہوا کہ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام دیتے ہیں۔ان آیات سے معلوم ہوا کہ اگر کوئی کہے کہ ہم کو رسول اللہ ﷺ عزت دیتے ہیں مال واولاد دیتے ہیں تو صحیح ہے کیونکہ آیات نے یہ بتایا لیکن مقصود وہی ہوگا کہ یہ حضرات حکومت الٰہیہ کے حکام ہیں۔رب تعالیٰ نے ان کو دیا، یہ ہم کو دیتے ہیں۔اس طرح مصیبت کے وقت اولیاء اللہ یا انبیائے کرام سے مدد مانگنا بھی اسی طرح ہوا۔جس طرح کہ بیماری اور مقدمہ میں بادشاہ کی رعایا ڈاکٹر یا حاکم سے مدد مانگتی ہے۔

قرآن نے فرمایا:

ولو انھم اذظلموا انفسھم جآء وك فاستغفروا اللہ و اسغفر لھم الرسول لوجدوا اللہ توابا رحیماO (النساء:٦٤)

ترجمہ: اگر یہ گناہ گار اپنی جانوں پر ظلم کرکے اے محبوب تمہارے پاس آجاتے اور پھر اللہ سے مغفرت مانگتے اور اے محبوب! آپ بھی ان کے لئے دعائے مغفرت فرماتے تو یہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔

عالمگیری کتاب الحج باب آداب زیارۃ قبر النبی میں فرماتے ہیں کہ اب بھی جب زائر روضۂ پاک پر حاضر ہو تو یہ آیت پڑھے۔یہ تو دنیا میں تھا۔قبر میں تین سوال نکرین کرتے ہیں۔اول تو من ربک تیرا رب کون ہے" بندہ کہتا ہے کہ اللہ۔پھر پوچھتے ہیں کہ تیرا دین کیا؟ بندہ کہتا کہ اسلام۔ان سوالوں میں اسلام کی ساری باتیں آگئیں۔مگر ابھی پاس نہیں ہوا۔بلکہ آخری سوال ہوتا ہے کہ اس سبز گنبد والے آقا کو تو کیا کہتا تھا؟ جب یہ صراحۃً کہلوالیا کہ ہاں میں ان کو پہچانتا ہوں۔یہ میرے نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔تب سوالات ختم ہوتے ہیں۔تو قبر میں ان کے نام کی امداد سے نجات ہوئی۔قیامت میں لوگ تنگ آکر شفیع کو ہی ڈھونڈیں گے جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دروازے تک پہنچ جائیں گے تب حساب وکتاب شروع ہوگا، وہ بھی حضور کی شفاعت سے۔معلوم ہوا کہ رب کو یہ منظور ہے کہ سارا عالم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہی محتاج رہے یہاں بھی، قبر میں بھی اور حشر میں بھی، اسی لئے فرمایا: وابتغوا الیہ الواسیلۃ (مائدہ:٣٥) "تم رب کی طرف وسیلہ تلاش کرو۔" یعنی ہر جگہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ضرورت ہے۔

اگر یہاں وسیلہ سے مراد نیک اعمال ہی کا وسیلہ مراد ہو تو ہم جیسے گناہ گار بدعمل اور مسلمانوں کے دیوانے اور وہ جو ایمان لاتے ہی مرجاویں وہ سب بے وسیلہ ہی رہ جاویں۔نیز نیک اعمال بھی تو حضور ہی کے طفیل سے حاصل ہوں گے۔پھر بھی بالواسطہ حضور ہی کا وسیلہ ضروری ہوا۔نبی کے وسیلہ کے کفار بھی قائل تھے۔وکانوا من قبل یستفتحون علی الذین کفروا (بقرہ:٨٩) کعبہ معظّمہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وسیلہ سے بتوں سے پاک ہوا اور حضور ہی کے وسیلہ سے قبلہ بنا: فلنولینك قبلۃ ترضٰھا (بقرہ:١٤٤) بلکہ حضور ہی کہ وسیلہ سے قرآن، قرآن کہلایا۔اور قرآن کی آیات حضور کے مکی مدنی ہونے سے مکی مدنی ہیں ورنہ تو وہ عرشی ہیں۔

شیطان بلاواسطہ انبیاء رب تک پہنچنا چاہتا ہے تو شہاب سے ماردیا جاتا ہے اگر مدینہ کہ راستہ سے جاتا تو ہرگز نہ مارا جاتا۔یہی نتیجہ ان کا بھی ہوگا جو کہتے ہیں خدا کو مان خدا کے سوا کسی کو نہ مان۔

ہماری تقریر سے اتنا معلوم ہوا کہ انبیاء یا اولیاء سے مدد مانگنا یا ان کو حاجت روا جاننا نہ شرک ہے اور نہ خدا کی

بغاوت، بلکہ عین قانون اسلامی اور منشاء الٰہی کے بالکل مطابق ہے۔ جناب معراج میں نماز اولاً پانچ وقت کی فرض فرمائی۔ پھر حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی عرض پر کم کرتے کرتے پانچ رکھیں آخر یہ کیوں؟ اس لئے کہ مخلوق جانے کہ نماز پچاس سے پانچ ہوئیں۔ اس میں موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد شامل ہے۔ یعنی اللہ کے مقبول بعد وفات بھی مدد فرماتے ہیں۔ رہا مشرکین کا اپنے بتوں سے مانگنا یہ بالکل شرک ہے، دو وجہ سے: اولاً تو اس لئے کہ وہ ان بتوں میں خدائی اثر اور ان کو جھوٹا خدا مان کر مدد مانگتے ہیں۔ اس لئے ان کو الہ یا شرکاء کہتے ہیں یعنی ان بتوں کو اللہ کا بندہ اور پھر الوہیت کا حصہ دار مانتے ہیں جیسے عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عیسائی اللہ کا بندہ ہونے کے ساتھ ابن اللہ یا ثالث ثلثہ یا عین اللہ مانتے ہیں مومن ان اولیاء وانبیاء کو محض بندہ ہی مان کر ان کو اس طرح کا حاجت روا مانتے ہیں۔ جیسے اہل دیو بند مالداروں کو مدرسہ کا معاون و مددگار یا طبیب و حاکم کو مختار حکومت تسلیم کرتے ہیں۔ دوسرے اس لئے کہ بتوں کو رب تعالیٰ نے یہ اختیارات نہ دیے۔ وہ اپنی طرف سے ان کو اپنا مختار مان کر ان سے مدد غیر طلب کرتے ہیں لہٰذا وہ مجرم بھی ہیں اور اللہ کے باغی بندے بھی جس کی بہترین مثال ابھی ہم دے چکے ہیں۔ اس فرق کو شاہ عبدالعزیز صاحب نے ملحوظ رکھ کر فیصلہ فرمایا ہے بلا تشبیہ ایک بت پرست پتھر کی طرف سجدہ کرتا ہے مشرک ہے کہ اس کا فعل اپنی ایجاد سے ہے اور مسلمان کعبہ کی طرف سجدہ کرتا ہے وہاں بھی پتھر ہی کی عمارت ہے مگر شرک نہیں کیونکہ اس کا سجدہ حقیقت میں خدا کو ہے نہ کہ کعبہ کو اور حکم الٰہی سے ہے۔ مشرک کا سجدہ خلاف حکم الٰہی پتھر کو ہے یہ فرق ضروری ہے۔ گنگا کے پانی کی تعظیم کرنا کفر ہے مگر آب زم زم کی تعظیم ایمان، مندر کے پتھر کی تعظیم شرک ہے مگر مقام ابراہیم کی تعظیم ایمان، حالانکہ وہ بھی پتھر ہی ہے۔

دوسرا باب

استمداد اولیاء اللہ پر اعتراضات کے بیان میں

اس مسئلہ پر مخالفین کے چند مشہور اعتراضات ہیں وہ ہی ہر جگہ بیان کرتے ہیں۔

اعتراض ۱: مشکوٰۃ باب الانذار والتحذیر میں ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا:

لا اغنی عنك من اللہ شیئاO

ترجمہ: میں تمہاری مدد نہیں کر سکتا۔

جب آپ سے فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا کی مدد نہ ہو سکی تو دوسروں کی کیا ہوگی؟

جواب: یہ اول تبلیغ کا واقعہ ہے مقصد یہ ہے کہ اے فاطمہ! رضی اللہ عنہا اگر تم نے ایمان قبول نہ کیا تو میں خدا کے مقابل ہو کر تم سے عذاب دور نہیں کر سکتا۔ دیکھو پسر نوح یہاں اسی لئے من اللہ فرمایا۔ مسلمانوں کی حضور ہر جگہ امداد فرمائیں گے۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے: الاخلاء یومئذ بعضھم لبعض عدو الا المتقینO (زخرف:٦٧) پرہیزگاروں کے سوا سارے دوست قیامت میں ایک دوسرے کے دشمن ہو جائیں گے۔" حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام گناہ کبیرہ والوں کی بھی شفاعت فرمائیں گے، گرتوں کو سنبھالیں گے، شامی باب غسل المیت میں ہے کہ

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ قیامت میں سارے رشتے ٹوٹ جائیں گے سوا میرے نسب اور رشتہ کے۔ واقعی دیوبندیوں کی حضور مدد نہ فرمائیں گے ہم چونکہ بحمدہ تعالیٰ مسلمان ہیں ہماری مدد ضرور فرمائیں گے۔

اعتراض ۲: ایاك نعبد ایاك نستعین o (فاتحہ:۵)

ترجمہ: ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

معلوم ہوا کہ عبادت کی طرح مدد مانگنا بھی خدا سے ہی خاص ہے جب غیر خدا کی عبادت شرک ہے تو غیر خدا کی استمداد بھی شرک۔

جواب: اس جگہ مدد سے مراد حقیقی مدد ہے یعنی حقیقی کارساز سمجھ کر تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔ رہا اللہ کے بندوں سے مدد مانگنا وہ محض واسطہ فیض الٰہی سمجھ کر ہے جیسے کہ قرآن میں ہے: ان الحکم الا للہ o (انعام:۵۷) ''نہیں ہے حکم مگر اللہ کا'' یا فرمایا گیا: لہ مافی السمٰوٰت و ما فی الارض o (بقرہ:۲۵۵) ''اللہ ہی کی ہیں تمام آسمان وزمین کی چیزیں''۔ پھر ہم احکام کو حکم بھی مانتے ہیں اور اپنی چیزوں پر دعویٰ ملکیت بھی کرتے ہیں۔ یعنی آیت سے مراد ہے حقیقی حکم اور حقیقی ملکیت، مگر بندوں کے لئے یہ عطائے الٰہی۔

نیز یہ بتاؤ کہ عبادت اور مدد مانگنے میں تعلق کیا ہے کہ اس آیت میں ان دونوں کو جمع کیا گیا؟ تعلق یہ ہے کہ حقیقی معاون سمجھ کر مدد مانگنا یہ بھی عبادت کی ہی ایک شاخ ہے۔ بت پرست بتوں کی پرستش کرتے وقت مدد کے الفاظ بھی کہا کرتے ہیں کہ ''کالی مائی تیری دہائی'' وغیرہ اس لئے ان دونوں کو جمع کیا گیا۔ اگر آیت کا مطلب یہ ہے کہ کسی غیر خدا سے کسی قسم کی مدد مانگنا بھی شرک ہے تو دنیا میں کوئی مسلمان نہیں رہ سکتا۔ نہ تو صحابہ کرام اور نہ قرآن کے ماننے والے اور نہ خود مخالفین۔ ہم اس کا ثبوت اچھی طرح پہلے دے چکے ہیں۔ اب بھی مدرسہ کے چندہ کے لئے مالداروں سے مدد طلب کی جاتی ہے۔ انسان اپنی پیدائش سے لے کر دفن قبر تک بلکہ قیامت تک بندوں کی مدد کا محتاج ہے۔ دائی کی مدد سے پیدا ہوئے، ماں باپ کی مدد سے پرورش پائی، استاد کی مدد سے علم سیکھا، مالداروں کی مدد سے زندگی گزاری، اہل قرابت کی تلقین کی مدد سے دنیا سے ایمان سلامت لے گئے۔ پھر غسال اور درزی کی مدد سے غسل ملا اور کفن پہنا، گورکن کی مدد سے قبر کھدی، مسلمانوں کی مدد سے زیر خاک دفن ہوئے۔ پھر اہل قرابت کی مدد سے بعد میں ایصال ثواب ہوا۔ پھر ہم کس منہ سے کہتے ہیں کہ ہم کسی سے مدد نہیں مانگتے۔ اس آیت میں کوئی قید نہیں ہے کہ کس سے مدد اور کس وقت۔

اعتراض ۳: رب تعالیٰ فرماتا ہے:

وما لکم من دون اللہ من ولی ولا نصیر o (بقرہ:۱۰۷)

ترجمہ: اور اللہ کے سوا تمہارا نہ کوئی حمایتی نہ مددگار۔

معلوم ہوا کہ رب کے سوا کوئی ولی ہے نہ مددگار۔

جواب: یہاں ولی اللہ کی نفی نہیں بلکہ ولی من دون اللہ کی نفی ہے۔ جنہیں کفار نے اپنا ناصر و مددگار مان رکھا تھا۔ یعنی بت وشیاطین، ولی اللہ وہ جسے رب نے اپنے بندوں کا ناصر بنایا، جسے انبیاء واولیاء۔ وائسرائے لندن سے حکومت کرنے کے لئے منتخب ہو کر آتا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی کو خود ساختہ حاکم مان لے وہ مجرم ہے۔ سلطانی حکام کو مانو،

خودساختہ حاکموں سے بچو۔ ایسے ہی ربانی حکام سے مدد لو گھریلو ناصرین سے بچو، موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو رب تعالیٰ نے حکم دیا کہ:

اذھب الیٰ فرعون انہ طغیٰo (طٰہٰ:۲۴)

ترجمہ: فرعون کے پاس جاؤ وہ سرکش ہوگیا۔

آپ نے عرض کیا:

واجعل لی وزیرا من اھلی o ھٰرون اخیo اشدد بہٖ ازریo (طٰہٰ:۳۱)

ترجمہ: مولیٰ میرے بھائی ہارون کو میرا وزیر بنادے جس سے میرے بازو کو قوت ہو۔

رب تعالیٰ نے بھی نہ فرمایا کہ تم نے میرے سوا کسی اور کا سہارا کیوں لیا؟ بلکہ منظور فرمایا۔ معلوم ہوا کہ اللہ والوں کا سہارا لینا طریقہ انبیاء ہے۔

اعتراض ۴: درمختار باب المرتدین بحث کرامات اولیاء میں ہے قول شیئا للہ قیل یکفرہ o معلوم ہوا کہ یا عبدالقادر جیلانی شیئاللہ کہنا کفر ہے۔

یہاں شیئاللہ کے یہ معنی ہیں کہ خدا کی حاجت روائی کے لئے کچھ دو۔ تمہارا احتاج ہے جیسے کہا جاتا ہے کہ یتیم کے لئے کچھ دو۔ یہ معنی واقعی کفر ہیں۔ اس کی شرح میں شامی نے فرمایا:

اما ان قصد المعنی الصحیح فالظاھر انہ لا باس بہٖo

ترجمہ: یعنی اگر اس سے صحیح معنی کی نیت کی کہ اللہ کے لئے مجھے کچھ دو یہ جائز ہے۔

اور ہمارے نزدیک شیئاللہ کا یہ ہی مطلب ہے۔

اعتراض ۵:

وہ کیا ہے جو نہیں ملتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اولیاء سے!

جواب:

وہ چندہ ہے جو نہیں ملتا خدا سے جسے تم مانگتے ہو اغنیاء سے
توسل کر نہیں سکتے خدا سے اسے ہم مانگتے ہیں اولیاء سے

اعتراض ۶: خدا کے بندے ہو کر غیر کے پاس کیوں جائیں؟ ہم اس کے بندے ہیں چاہیئے کہ اسی سے حاجتیں مانگیں۔ (تقویۃ الایمان)

جواب: ہم خدا کے بندے خدا کے حکم سے خدا کے بندوں کے پاس جاتے ہیں۔ قرآن بھیج رہا ہے دیکھو گزشتہ تقریر۔ اور خدا نے ان بندوں کو اسی لئے دنیا میں بھیجا ہے۔

حاکم حکیم دارو دوا دیں یہ کچھ نہ دیں مردود یہ مراد کس آیت خبر کی ہے!

اعتراض ۷: قرآن کریم نے کفار کا کفر یہ بھی بیان کیا ہے کہ وہ بتوں سے مانگتے ہیں۔ وہ بتوں سے مانگ کر مشرک ہوئے اور تم اولیاء سے۔

جواب: اور تم بھی مشرک ہوئے اغنیاء پولیس اور حاکم سے مدد مانگ کر۔ یہ فرق ہم عقلی تقریر میں بیان کر چکے ہیں۔ رب تعالٰی فرماتا ہے:

ومن یلعن اللہ فلن تجدلہ نصیرا○ (النساء:۵۲)

ترجمہ: جس پر خدا کی لعنت ہوتی ہے اس کا مددگار کوئی نہیں ہوتا۔

مومن پر خدا کی رحمت ہے اس کے لئے رب تعالٰی نے بہت مددگار بنائے۔

اعتراض ۸: شرح فقہ اکبر میں ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ حضرت خلیل نے آگ میں پہنچ کر جبریل کے پوچھنے پر بھی ان سے مدد نہ مانگی۔ بلکہ فرمایا کہ اے جبریل! تم سے کوئی حاجت نہیں اگر غیر خدا سے حاجت مانگنا جائز ہوتا تو ایسی شدت میں خلیل اللہ جبریل سے کیوں مدد نہ طلب کرتے۔

جواب: یہ وقت امتحان تھا، اندیشہ تھا کہ حرف شکایت منہ سے نکلنا رب کو ناپسند ہوگا۔ اسی لئے خلیل اللہ نے اس وقت سے بھی دعا نہ کی بلکہ فرمایا اے جبریل تم سے کچھ حاجت نہیں اور جس سے ہے وہ خود جانتا ہے جیسے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت حسین رضی اللہ تعالٰی عنہ کی شہادت کی خبر دی۔ مگر اس مصیبت کے دفع ہونے کی کسی نے بھی دعا نہ کی۔ نہ مصطفیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالٰی عنہ نے نہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ تعالٰی عنہا نے۔

اعتراض ۹: زندوں سے مدد مانگنا جائز ہے مگر مردوں سے نہیں۔ کیونکہ زندہ میں مدد کی طاقت ہے مردہ میں نہیں۔ لہٰذا یہ شرک ہے۔

جواب: قرآن میں ہے: وایاک نستعین ''ہم تجھ سے ہی مدد مانگتے ہیں۔'' اس میں زندہ اور مردے کا فرق کہاں ہے۔ کیا زندہ کی عبادت جائز ہے مردے کی نہیں؟ جس طرح غیر خدا کی عبادت مطلقاً شرک ہے زندہ کی ہو یا مردے کی استمداد بھی مطلقاً شرک ہونی چاہیئے۔

موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی وفات کے اڑھائی ہزار برس بعد امت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ مدد فرمائی کہ شب معراج میں پچاس نمازوں کے بجائے پانچ کرادیں۔ رب تعالٰی جانتا تھا کہ نمازیں پانچ رہیں گی مگر بزرگان دین کی مدد کے لئے پچاس مقرر فرما کر پھر دو پیاروں کی دعا سے پانچ مقرر فرمائیں۔ استمداد کے منکرین کو چاہیئے کہ نمازیں پچاس پڑھا کریں۔ کیونکہ پانچ میں غیر اللہ کی مدد شامل ہے۔

نیز قرآن کریم تو فرماتا ہے کہ اولیاء اللہ زندہ ہیں ان کو مردہ نہ کہو اور نہ جانو۔

ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیآء ولکن لاتشعرون○ (بقرہ:۱۵۴)

ترجمہ: جو اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ تو زندہ ہیں تم احساس نہیں کرتے۔

جب یہ زندہ ہوئے تو ان سے مدد حاصل کرنا جائز ہوا۔ بعض لوگ کہتے ہیں یہ تو شہداء کے بارے میں ہے جو کہ تلوار سے راہ خدا میں مارے جاویں گے مگر یہ بلاوجہ کی زیادتی ہے اس لئے کہ آیت میں لوہے کی تلوار کا ذکر نہیں ہے۔ جو حضرات عشق الٰہی کی تلوار سے مقتول ہوئے وہ بھی اس میں داخل ہیں۔ (روح البیان) اسی لئے حدیث پاک میں آیا

ہے کہ ڈوب کر مرے، جل جاوے، طاعون میں مرے، عورت زچگی کی حالت میں مرے، طالب علم مسافر وغیرہ وغیرہ سب شہید ہیں۔ نیز اگر صرف تلوار سے مقتول تو زندہ ہوں، باقی سب مردے تو نبی کریم ﷺ اور صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو معاذ اللہ مردہ ماننا لازم آوے گا۔ حالانکہ سب کا متفقہ عقیدہ ہے کہ یہ حضرات بحیات کامل زندہ ہیں۔ نیز زندہ اور مردے سے مدد مانگنے کی تحقیق ہم ثبوت استمداد میں کر چکے ہیں کہ امام غزالی فرماتے ہیں کہ جس سے زندگی میں مدد لی جاسکتی ہے بعد موت بھی اس سے مدد مانگی جاوے اور اس کی کچھ تحقیق بوسہ تبرکات اور سفر زیارت قبور میں بھی ہوگی۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

تفسیر صاوی آخر سورہ قصص **ولاتدع مع اللہ الھا اخر o (قصص:۸۸)**

وحینئذ فلیس فی الآیۃ دلیل علی ما زعمہ الخوارج من ان الطلب من الغیر حیا و میتا شرک فانہ جھل مرکب لان سوال الغیر من حیث اجراء اللہ النفع او النصر علی یدہٖ قد یکون واجبا لانہ من التمسک بالاسباب ولاینکر الاسباب الا جحودا او جھولا o

ترجمہ: ”یعنی یہاں لاتدع کے معنی ہیں نہ پوجو لہٰذا اس آیت میں ان خارجیوں کی دلیل نہیں جو کہتے ہیں کہ غیر خدا سے خواہ زندہ ہو یا مردہ کچھ مانگنا شرک ہے۔ خارجیوں کی یہ بکواس جہالت ہے کیونکہ غیر خدا سے مانگنا اس طرح کہ رب ان کے ذریعہ سے نفع نقصان سے کبھی واجب ہوتا ہے کہ یہ طلب اسباب کا حاصل کرنا ہے اور اسباب کا انکار نہ کرے گا مگر منکر یا جاہل۔“

اس عبارت سے تین باتیں معلوم ہوئیں۔ (۱)۔ غیر خدا سے مانگنا صرف جائز ہی نہیں بلکہ واجب بھی ہوتا ہے۔ (۲)۔ اس طلب کا انکار خارجی کرتے ہیں۔ (۳)۔ لاتدع میں پوجنے کی نفی ہے نہ کہ پکارنے یا مدد مانگنے کی۔

اعتراض ۱۰: بزرگان کو دیکھا گیا ہے کہ بڑھاپے میں چل پھر نہیں سکتے اور بعد وفات بالکل بے دست و پا ہیں پھر ایسے کمزوروں سے مدد لینا بتوں سے مدد لینے کی طرح لغو ہے۔ اس کی برائی رب تعالیٰ نے بیان کی کہ: **وان یسلبھم الذباب شیئا لایستنقذوہ منہ o (حج:۷۳)** یہ اولیاء اپنی قبروں سے مکھی بھی دفع نہیں کر سکتے۔ ہماری کیا مدد کریں گے۔

جواب: یہ تمام کمزوریاں اس جسم خاکی پر اس لئے طاری ہوتی ہیں کہ اس کا تعلق روح سے کمزور ہو گیا روح میں کوئی کمزوری نہیں، بلکہ بعد موت اور زیادہ قوی ہو جاتی ہے کہ قبر کے اندر سے باہر والوں کو دیکھتی اور قدموں کی آواز سنتی ہے۔ خصوصاً ارواح انبیاء۔ رب تعالیٰ نے فرمایا ہے: **وللاخرۃ خیرلک من الاولیٰ o (الضحیٰ:۴)** ”ہر پچھلی گھڑی گزشتہ گھڑی سے آپ کے لئے بہتر ہے“ اور استمداد ولی کی روح سے ہے نہ کہ جسم عنصری سے۔ کفار جن سے مدد مانگتے ہیں وہ روحانی طاقت سے خالی ہیں نیز وہ پتھروں کو اپنا مددگار جانتے جن میں روح بالکل نہیں۔ تفسیر روح البیان آیت **یحلونہ عاما ویحرمونہ عاما o (توبہ:۳۷)** کی تفسیر میں ہے کہ حضرت خالد و عمر نے زہر پیا رضی اللہ تعالیٰ عنہما۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے خیبر میں زہر کھایا۔ مگر بوقت وفات اثر ظاہر ہوا کہ انہوں نے مقام حقیقت میں رہ کر زہر پیا تھا۔ اور زہر کا اثر حقیقت پر نہیں ہوتا۔ بوقت وفات بشریت کا ظہور تھا کہ موت بشریت پر طاری ہوتی ہے۔ لہٰذا

اب اثر ظاہر ہوا۔ان حضرات کو قبر کی مکھی تو کیا عالم کو پلٹ دینے کی طاقت ہے۔مگر اس جانب توجہ نہیں۔خانہ کعبہ میں تین سو برس بت رہے رب نے دور نہ کئے تو کیا خدا کمزور ہے اپنے گھر سے نجاست دور نہ کر سکا؟ رب سمجھ دے۔

اعتراض ۱۱: حضرت علی اور امام حسین میں اگر کچھ طاقت ہوتی تو خود دشمنوں سے کیوں شہید ہوتے جب وہ اپنی مصیبت دفع نہ کر سکے تو تمہاری مصیبت کیا دفع کریں گے؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے: **وان یسلبھم الذباب شیئالا یستنقذ منہ ۵** (حج:۷۳)

جواب: ان میں دفع مصیبت کی طاقت تو تھی مگر طاقت کا استعمال نہ کیا۔کیونکہ رب تعالیٰ کی مرضی ایسی ہی تھی۔موسیٰ علیہ السلام کا عصا فرعون کو بھی کھا سکتا تھا مگر وہاں استعمال نہ کیا۔امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے فرات کی کیا حقیقت تھی مگر راضی برضاء الٰہی تھے۔دیکھو رمضان میں پانی ہمارے پاس ہوتا ہے مگر حکم الٰہی کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے بخلاف بتوں کے کہ ان میں طاقت ہی نہیں۔لہٰذا یہ آیت انبیاء واولیاء کے لئے پڑھنا بے دینی ہے یہ بتوں کے لئے ہے۔حضرت حسین کے نانا نے بار بار اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دیے یہ پانی جنت سے آتا تھا۔

اب اثر ظاہر ہوا۔ان حضرات کو قبر کی مکھی تو کیا عالم کو پلٹ دینے کی طاقت ہے۔ مگر اس جانب توجہ نہیں۔خانہ کعبہ میں تین سو برس بت رہے رب نے دور نہ کئے تو کیا خدا کمزور ہے اپنے گھر سے نجاست دور نہ کر سکا؟ رب سمجھ دے۔

اعتراض ۱۱: حضرت علی اور امام حسین میں اگر کچھ طاقت ہوتی تو خود دشمنوں سے کیوں شہید ہوتے جب وہ اپنی مصیبت دفع نہ کر سکے تو تمہاری مصیبت کیا دفع کریں گے؟ رب تعالیٰ فرماتا ہے: **وان یسلبھم الذباب شیئالا یستنقذ منہ o** (حج:۷۳)

جواب: ان میں دفع مصیبت کی طاقت تو تھی مگر طاقت کا استعمال نہ کیا۔ کیونکہ رب تعالیٰ کی مرضی ایسی ہی تھی۔موسیٰ علیہ السلام کا عصا فرعون کو بھی کھا سکتا تھا مگر وہاں استعمال نہ کیا۔امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں طاقت تھی کہ کربلا میں حوض کوثر منگا لیتے فرات کی کیا حقیقت تھی مگر راضی برضاء الٰہی تھے۔دیکھو رمضان میں پانی ہمارے پاس ہوتا ہے مگر حکم الٰہی کی وجہ سے استعمال نہیں کرتے بخلاف بتوں کے کہ ان میں طاقت ہی نہیں۔لہٰذا یہ آیت انبیاء و اولیاء کے لئے پڑھنا بے دینی ہے یہ بتوں کے لئے ہے۔حضرت حسین کے نانا نے بار بار اپنی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہا دیے یہ پانی جنت سے آتا تھا۔